مقصود تخلیق کائنات

(۴)

جناب غلام نبی صاحب مسلم لاہور

جنگ احد اور ایک سبق آموز ایمان افزا ابتلاء

جنگِ بدر میں کامیابی پر ابھی ایک ہی سال گزرا تھا کہ اہلِ ایمان کی زندگی میں ایک زہرہ گداز آزمائش آئی۔ جو بظاہر نقصان، لیکن درحقیقت ایمان افروزی اور آئندہ متواتر کامرانیوں کا باعث بنی۔ قریشِ مکہ کو جنگِ بدر میں جو گہرا زخم لگا۔ وہ قابلِ فراموش نہ تھا۔ اس شکست سے عربوں میں ان کی ساکھ کو زبردست دھچکا ہی نہیں لگا تھا بلکہ انھیں مسلمانوں کی موجودگی سے اپنی ہستی خطرے میں نظر آنے لگی۔ اور اس کی تلافی کے لئے انھوں نے نہ صرف یہود و منافقین مدینہ اور قرب و نواح کے قبائل سے رابطہ قائم کیا۔ بلکہ اپنی جنگی قوت کو مجتمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کردی۔ مسلمانوں کے حوصلے اب پہلے سے زیادہ بلند تھے۔ ان جنگجوؤں کی تعداد بھی اب بڑھ کر ایک ہزار ہو چکی تھی۔ انھوں نے باہمی مشورے سے کثرت آراء کی بنا پر مدینہ سے باہر شمال میں چار میل دور کوہِ احد کے دامن میں دشمن کا

روکنے کا فیصلہ کیا۔ یہودیوں نے تو معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ساتھ دینے سے پہلو تہی کی۔ اور تین سو منافقین اپنے رئیس "عبداللہ بن ابی سلول" کی سرکردگی میں ساتھ چھوڑ گئے۔ تو مسلمانوں کی تعداد گھٹ کر چھ اور سات سو کے درمیان رہ گئی جس کا بعض قلوب پر اثر ہو سکتا تھا۔ لیکن ایمان کثرت و قلت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ گو دشمن کی تعداد تین ہزار تھی تاہم جنگ ہوئی تو دشمن کو شدتِ مقابلہ کی وجہ سے پسپا ہونا پڑا۔ لیکن مسلمانوں کے ایک مختصر گروہ کے غلط فیصلے اور اقدام سے یہ فتح مسلمانوں کے لئے ابتلاء، نقصان اور درسِ عبرت میں تبدیل ہو گئی مسلمانوں کے ایک دستے کو حضور صلعم نے ایک درّے پر متعین کر دیا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ کچھ بھی ہو تم بلا حکم کسی صورت میں بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا لیکن انھوں نے حضورؐ کی ہدایت کے باوجود دشمن کو بھاگتے دیکھکر درّے کو چھوڑ دیا۔ اس پر کفار نے موقع کو غنیمت جانا اور درّے میں سے گذر کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس حکم عدولی کی وجہ سے ستّر مسلمان شہید ہو گئے۔ خود آنحضرتؐ زخموں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر گئے۔ مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں۔ تاہم اکا دکا مسلمان دادِ شجاعت دیتے رہے۔ اور تیروں اور نیزوں کو سینوں اور ہاتھوں پر لیتے رہے۔ مگر آنحضرتؐ کو بچاتے رہے۔ حتیٰ کہ نقصان پہنچانے کے باوجود کفار مکہ غلبہ نہ پا سکے۔ اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ آنحضرتؐ کو اپنے نقصان اور دشمن کے ابھی قریب ہونے کا احساس تھا۔ اس خیال سے کہ کہیں دشمن لوٹ کر پھر حملہ نہ کر دے آپ نے زخمی اور تھکے ماندے اہلِ ایمان کو ساتھ لیا۔ اور دشمن کا پیچھا کر کے اسے مکہ کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

یہ جنگ بعض واقعات و نتائج کے لحاظ سے دور رس اثرات چھوڑنے کا موجب ہوئی۔ اور یہ وقتی نقصان مستقبل میں متواتر کامرانیوں پر منتج ہوا۔

اور اس کے بعد آنحضرت کی اس مزکیؓ اور مطہر امت نے کبھی ناکامی کا منہ نہ دیکھا۔ اب ذرا درج ذیل امور پر غور کیجیئے:۔

۱۔ آنحضرتؐ کی اپنی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے لیکن جب کثرتِ رائے باہر نکل کر لڑنے کے حق میں ہوئی تو آپ نے اپنی رائے ارشاد وشاورھم فی الامر کے لازمی نتیجہ پر ترک کر دی۔

۲۔ تین سو منافقین کی علیحدگی کے باوجود اہل ایمان کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ اور انکی نگاہیں قلت و کثرت سے قطع نظر اپنے موقف کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی تائید پر تھیں، اسی لئے وہ اپنے سے چار گنا زیادہ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس دشمن کے خلاف صف آرا ہو گئے، اور انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

۳۔ جنگ میں نظم و ضبط کی پابندی کامیابی کی جان ہے۔ چند اشخاص کی معمولی سی لغزش سے فتح مبین نقصان عظیم میں بدل گئی جسکی وجہ سے اَلسَّابِقُونَ الاَوَّلُونَ میں سے ستر مجاہدین حق شہید ہو گئے، بیسیوں زخمی ہوئے اور خود سالار اعظم رحمتہ للعالمین خاتم الانبیا سرور دو عالمؐ کو گہرے زخم آئے۔

۴۔ آپکے قتل ہونے کی افواہ کے بعد جب اصحاب کو آپکے زندہ ہونے کا علم ہُوا تو وہ پروانہ وار آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور داد شجاعت دیتے ہوئے دشمن کو مار بھگایا۔

۵۔ اہل ایمان پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ ان کی جماعتی پابندی اور تنظیم کا مقصد وحید دین کا قیام یا اعلائے کلمتہ اللہ ہے رسولؐ کا وجود مقصود بالذات نہیں اور انکے موجود ہونے یا نہ ہونے سے اہل ایمان کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ جنگ احد کے موقع پر آنحضرتؐ کی شہادت کی خبر سن کر بعض اہلِ ایمان کو یہ خیال گذرا کہ اب جنگ کرنے کا کیا فائدہ جس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ (آل عمران : ۱۴۴)

اور محمدؐ ایک رسول ہی ہیں اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ مر جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی کفر کی طرف) اُلٹے پاؤں پھر جاتے تو وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑے گا، اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد بدلہ دے گا۔"

اس آیۂ کریمہ میں اُمت کے سامنے ایک انتہائی بلند اور قیمتی اُصول پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنی سعی اور جدوجہد کا مرکزی مقصد پیغام اور تعلیمات آسمانی کو بناؤ نہ کہ پیغام رسانوں یعنی رسولوں کو، حتیٰ کہ افضل الرسلؐ کی وفات یا قتل کی طرف توجہ دلا کر فرمایا کہ آں حضرتؐ کے قتل یا وفات پر بھی حوصلہ نہ ہارو، اور آپ کی تعلیمات کی خاطر تا قیام قیامت جہاد کرتے رہو، اور یہ وہ نکتہ ہے۔ جس کی طرف افضل الامت، امام المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت توجہ دلائی اور اسی نکتہ کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے ہر نبی اور ہر مصلح کے پیروکار شخصیت پرستی کی دلدل میں پھنس کر منزلِ مقصود تک پہنچنے میں ناکام رہے۔

۶۔ ستر مسلمانوں کی شہادت سے مدینہ کے گھر گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی، اور دشمنوں نے مسلمانوں کو اس عظیم نقصان کا احساس دلا کر ان کے حوصلے پست کرنا چاہے، لیکن اس ابتلاء سے وہ کُندن بن کر نکلے۔ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَکَانُوْا (پھر اس وجہ سے وہ سست نہ ہوئے جو ان کو اللہ کی راہ میں مصیبت آئی اور نہ کمزور ہوئے اور نہ عاجزی اختیار کی)، ان کے ارادوں میں کمزوری واقع نہ ہوئی، دوسرے ہی دن دشمنوں کا تعاقب کیا، اور اس حادثہ کے معاً بعد کئی مہمات میں کامیاب ہو کر کے اپنے یقینِ محکم، ایمان راسخ، پختہ عزم، عشق اور الفتِ الٰہی کا ثبوت بہم پہنچا دیا،

جس سے خوش ہوکر اللہ تعالیٰ نے ان کی جنگ احد میں کوتاہی سے درگزر کرکے ان کی مغفرت پر مُہر لگادی،

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران)

"وہ لوگ جنھوں نے اس دن تم سے پیٹھ پھیری جس دن دوگروہوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو شیطان نے ہی ان کے کسی عمل کی وجہ سے ان کو پھسلانا چاہا اور یقیناً اللہ نے انھیں معاف کردیا اللہ بخشنے والا بُردبار ہے۔"

گو اس جنگ میں کسی غلط کاری کی وجہ سے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہوگیا، لیکن ان کے دلوں میں کوئی بُرا ارادہ کارفرما نہ تھا اور جونہی انھیں حالات کی نزاکت کا احساس ہوا وہ سنبھلے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزش کو ہمیشہ کے لئے معاف کردیا، بس اللہ تعالیٰ کے اس اعلان اور بعد کے سنہری کارناموں کی موجودگی میں، ان کے خلاف زبان کھولنے والے منافقین اور دشمنانِ خدا ہیں،

۷۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جنگ مدینہ کے باہر مشاورت کے مطابق لڑی اور گو اس لڑائی میں مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا اور خود آں حضرت صلعم کی جان کے لالے پڑگئے تاہم اس کے بعد آپ نے کبھی اشارہ یا کنایہ سے بھی اہلِ ایمان کو احساس نہیں دلایا کہ تمھاری وجہ سے ہمیں تکلیف ہوئی اور اس طرح مشاورت کے فرمانِ خداوندی کو کما حقہٗ احترام و استحکام بخشا، اس سے بڑھ کر یہ کہ مشاورت کی پھر تاکید فرمادی۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آلِ عمران: ۱۵۹)

یعنی جنگ اُحد میں شریک اہلِ ایمان کی کوتاہی سے درگزر کیجئے، ان کے لئے خدا سے مغفرت مانگئے اور قومی مہمات میں ان سے بدستور مشورہ کرتے رہئے۔ اور جب آپ کسی کام کا عزم کرلیں تو

پھر اللہ پر بھروسہ رکھنے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ آیندہ مہمات کے لئے لشکرِ اسلام کو ان عناصر سے پاک کر دیا جائے جو مسلمان نہ تھے اور جن پر عہد و پیمان کے ذریعہ اعتماد کیا گیا تھا،

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران : ۱۷۹)

اللہ ایسا نہیں کہ مومنوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دے جس پر تم ہو، جب تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے۔"

آں حضرت صلعم کی بعثت کا مقصد ہی تزکیہ امت (یُزَکِّیْهِمْ) تھا، اور ضروری تھا کہ جہاد کا مقدس فریضہ بھی ان ہی لوگوں تک محدود ہو، جو پاک نفس و پاک باز ہوں، تاکہ میدانِ جنگ میں بھی اعلیٰ اور پاکیزہ روایات قایم ہوں۔

۹۔ خبیث لوگوں نے شہدائے اُحد کے خلاف طرح طرح کے بد خیالات پھیلا نے شروع کر دیے کہ خواہ مخواہ مارے گئے ہمارے ساتھ بیٹھ رہتے تو قتل نہ ہوتے، ان وسوسہ اندازیوں کا مقصد شہداء کے پسماندگان کے قلوب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کے جذبات اُبھارنا اور مسلمانوں کے حوصلے پست کرنا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے خبیثوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (آل عمران : ۱۷۰)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنھیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں، اُس سے خوش رہتے ہیں، جو اللہ نے اُنھیں اپنے فضل سے دیا اور ان کی وجہ سے بھی خوش ہوتے ہیں۔ جو اُن کے پیچھے سے اُن کو نہیں ملے کہ اُن کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیہ کریمہ میں نہ صرف راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کی حیاتِ ابدی اور نعمتوں کا ذکر ہے بلکہ جو ان کے ساتھ شریکِ جہاد تھے لیکن ابھی دنیا کی زینت ہیں۔ ان کے لئے بھی بشارات ہیں کہ وہ بھی غم اور خوف سے دور رکھے جائیں گے۔ اور اوپر جنگ احد میں بچ جانے والوں کو عفا اللہ عنھم کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے گویا ان سے کوئی خطا ہوئی ہی نہ تھی۔

۱۰۔ جب خبیث منافقوں اور یہودیوں کو طیب و پاک مسلمانوں سے الگ کر دیا گیا۔ جنگ میں مومنوں کی لغزشوں پر قلمِ عفو و مغفرت پھیر دیا گیا، آنحضرتؐ کا سینہ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ کے الفاظ طیبہ سے ان کے بارے میں صاف کر دیا گیا تو مسلمانوں کو تسلی دے کر آئندہ فوزِ عظیم کی بشارت سنائی اور اس کی تکمیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ	وہ جنھوں نے زخم کھانے کے بعد اللہ اور اسکے
مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ	رسول کی فرمانبرداری کی ان میں سے جنھوں نے
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا	حسن عمل کیا اور تقویٰ اختیار کیا، ان کے لئے
اَجْرٌ عَظِيْمٌ الخ	اجرِ عظیم ہے۔ وہ جنھیں لوگوں نے کہا کہ لوگوں
(آل عمران: ۱۷۲)	نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔

پس ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کا ایمان بڑھایا اور انھوں نے کہا اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔"

آخری الفاظ میں اجرِ عظیم کے حصول کا ذکر ہے۔ اور اس مقام پر آئندہ کے لئے ایک اصول بیان فرما کر دائمی کامیابی کا راستہ کھولا۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون	"اور نہ سست ہو اور نہ ہی غمگین ہو اور جب
ان کنتم مومنین (آل عمران: ۱۳۹)	تک مومن رہو گے تم ہی غالب رہو گے۔"

جنگ خندق ـــــ کفر کی آخری یلغار اور ذلّت آمیز ہزیمت

جنگِ احد نے امتِ مسلمہ کے سینے نئے عزم و جوش سے بھر دئے۔ نزولِ رحمت اور روشن مستقبل کے خدائی وعدوں نے ان کے اجسام و قلوب کے زخموں کو مندمل کر دیا انھوں نے نئے سرے سے اپنی حالت کو درست کیا۔ اور جب دو سال بعد ۵ھ میں قریش مکہ، یہود اور بدوی قبائل کا بیس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر آتش انتقام وحشت کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مدینہ پر چڑھ آیا۔ تو تین ہزار سرفروشانِ اسلام مقابل پر ڈٹ گئے۔ اسلامی لشکر میں اہلِ مدینہ میں سے کچھ منافق بھی تھے جو جنگِ احد میں بہانہ کر کے علیحدہ ہو گئے تھے۔ لیکن اب اصرار کر کے اس وعدہ پر لشکر میں شامل ہو گئے۔ کہ وہ دشمن کے مقابل مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ اور پیٹھ نہیں موڑیں گے۔ جیسا کہ محاصرے کی حالت میں ان کی بے قراری دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا۔

لَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا	اور وہ جنگ سے پہلے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ سے عہد کی باز پرس ہوگی"۔ (احزاب : ۱۵)

ان تین ہزار مجاہدین میں وہ اولوالعزم مہاجرین و انصار بھی تھے جو رضائے الٰہی کی خاطر اپنے اموال اور جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر چکے تھے۔ انھیں تین سال قبل جنگ بدر میں باطل کی کثرت خوف زدہ نہ کر سکی اور وہاں سے وہ غالب و کامران لوٹے۔ دو سال قبل انھیں انصار و مہاجرین نے ایثار و جاں سپاری کا بےمثال نمونہ پیش کیا۔ اور عظیم جانی نقصان اور زخموں نے ان کے حوصلے پست نہ کئے۔ یہی وجہ تھی کہ آج احد کے ابتلا کے دو ہی سال بعد وہ خون آشام دشمن کے ٹڈی دل لشکر کے مقابل چٹان کی طرح ڈٹ گئے۔

مشاورت کے بعد اہل ایمان نے مدینہ کے گرد خندق کھودی اور شہر کی جانب صف بندی کرکے سینہ سپر ہو گئے۔ اہل باطل نے مدینہ کو گھیرے میں لے لیا۔ مسلمانوں کے بال بچے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے خود شہر کے اندر بسنے والے حلیف یہودی قبائل کی عہد شکنی اور فتنہ اندازی کا خطرہ سر پر منڈلا رہا تھا۔ کہ کہیں دشمن کے ساتھ ساز باز کرکے فساد کی آگ نہ بھڑکا ئیں اس محاصرے کی شدت کا ذکر درج ذیل آیات میں پایا جاتا ہے۔

اِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا (الاحزاب: ۱۰ — ۱۱)	جب تمہارے دشمن تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر آ گئے۔ اور جب آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور کلیجے منہ کو آ گئے۔ اور تم اللہ کے متعلق مختلف قسم کے گمان کرنے لگے اس طرح وہاں مومن آزمائے گئے اور سب مصائب میں ڈالے گئے۔

ان آیات میں محاصرے اور خطرے کی شدت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہاں منافقین اور حقیقی مسلمانوں کی کیفیت کا فرق بھی ظاہر ہوتا ہے۔ منافقین تو زیادہ تر نسبی اور قبائلی عصبیت کے زیر اثر اپنے اہلِ ایمان قبائلیوں کا ساتھ دیتے تھے۔ ورنہ انھیں آنحضرت صلعم اور مہاجرین سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ پھر انھیں یہ بھی لالچ تھا کہ اگر مسلمان کامیاب ہو گئے۔ تو مالِ غنیمت سے محروم نہیں ہونگے علاوہ ازیں مسلمان کہلانے کی وجہ سے وہ بلا عذر پیچھے بھی نہیں رہ سکتے تھے۔ اب انھیں دشمن کی کثرت اور محاصرے کی شدت کا احساس ہوا۔ تو موت کے خوف سے بچنے کے لیے آنحضرت صلعم سے درخواست کرنے لگے۔ کہ ہمارے گھر اور بچے خطرے میں ہیں۔ (اِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ —) ہمیں ان کی حفاظت اور دیکھ بھال کی اجازت

دیکھیئے۔ پھر بزدلی کے الزام سے بچنے کے لئے وہ چاہتے تھے کہ دوسرے لوگ بھی ان کا ساتھ دیں۔ چنانچہ لشکر کا حوصلہ پست کرنے کے لئے انھوں نے کہنا شروع کیا کہ "اللہ اور رسول نے کامیابی کا وعدہ کیا تھا۔ وہ نرا دھوکا تھا۔ اے یثرب (مدینہ) والو! اتنے بڑے لشکر سے تم بچکر کہیں بھی نہ جا سکو گے۔ اور تمہارے بال بچے غلام بنالئے جائیں گے"۔ یہ لمحات کس قدر ایمان آزما اور حوصلہ شکن تھے۔! مگر بدر واحد کے معرکوں میں صبر، استقامت اور قربانی کا بے نظیر مظاہرہ کرنے والے انصار و مہاجرین کے ایمان پہاڑوں کی طرح مضبوط و مستحکم رہے۔ اور اس ابتلاء اور زلزلے کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے ان کے کوہ وقار ایمانوں کی الفاظ ذیل میں تصدیق کی ہے۔

ولما رأ المومنون الاحزاب قالو هذا ماوعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ایمانا وتسلیما (الاحزاب: ۲۲)

اور جب مومنوں نے جماعتوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا تھا۔ اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ اور اس بات نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں اضافہ ہی کیا"۔

غور کیجئے۔ یہ کس پائے اور ایمان کے لوگ تھے۔ کہ مشکلات کے درمیان خدا اور رسول کے وعدوں پر بے اندازہ یقین ہے۔ منافقوں کے بے اندازہ پروپاغنڈے کے مقابل خدا اور رسول کے ارشادات کی تصدیق کی۔ اور مخالفت کے طوفانوں کے سامنے اگر ان کے قلوب میں کسی بات کا اضافہ ہوا تو ایمان اور جذبۂ تسلیم و رضا کا ہوا۔ مسلمانوں نے جنگ خندق میں، احد میں اپنی لغزش کی کماحقہٗ تلافی کردی تو اللہ تعالیٰ نے ایفائے عہد کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:-

من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا — مومنوں میں سے وہ مرد بھی ہیں جنھوں نے

اللہ فمنھم من قضٰی نحبہٗ ومنھم من ینتظر وما بدلو تبدیلاً (الاحزاب : ۲۳)	اپنے عہد کو سچ کر دکھایا جو انھوں نے اللہ سے باندھا تھا۔ سو ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے اپنی نذر کو پورا کر دیا اور بعض

ان میں وہ ہیں جو انتظار کرتے ہیں۔ اور اپنی بات مطلق نہیں بدلی"۔

بیس دن کے کڑے محاصرے کے بعد دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا ہوا وہ ایک ایک کر کے منتشر ہونے لگے۔ آخر ایک دن شدید آندھی چلی۔ ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ ریت کے طوفان نے انھیں پریشان کر دیا۔ ان کے اونٹ اور گھوڑے بے قابو ہو گئے۔ اور وہ رات کی تاریکی میں بے نیل مرام بھاگ کھڑے ہوئے۔

وردّ اللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالو خیراً وکان اللہ قویاً عزیزا (الاحزاب : ۲۵)	اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصے سے بھرے ہوئے لوٹا دیا۔ انھوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی۔ اور جنگ میں اللہ کافی ہوا اور اللہ طاقتور غالب ہے"۔

دوسری کامیابی | محاصرے کے ایام میں یہود کا قبیلہ بنی قریظہ مدینہ کے اندر دشمنانِ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سازباز میں مصروف تھا کہ اگر کفار اور مجاہدینِ اسلام میں ٹکر ہو جاتی تو وہ بلا خبر پشت پر سے مسلمانوں پر حملہ کر دیتے۔ اب کفار بھاگ گئے، تو یہودیوں نے اپنے رویے کی صفائی پیش کرنے کی بجائے اُلٹا لڑائی کا ارادہ کر لیا، اور جب مسلمانوں نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا تو انھیں ہتھیار ڈالنے پڑے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاھَرُوْھُمْ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ صَیَاصِیْھِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا وَاَوْرَثَکُمْ اَرْضَھُمْ وَدِیَارَھُمْ	اور جنھوں نے اہلِ کتاب میں سے ان کفار کی مدد کی تھی، ہم نے ان کو قلعوں سے نکال دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے، اور ایک فریق کو قید کرتے تھے، اور

وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا (الاحزاب: ۲۶-۲۷) اور تمھیں اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا وارث بنایا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر

ایک عظیم پیش گوئی قرآنِ مجید اور آں حضرت صلعم کی صداقت کی اس سے بڑھ کر شہادت کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے غلبۂ اسلام اور امت مسلمہ کے تسلط کی بشارت اس وقت سنائیں جب کہ اسلام اور مومنین انتہائی کس مپرسی کی حالت میں اپنے وجود کو خطرے میں پاتے تھے، عین اُس وقت جب مسلمان زندگی کی کشمکش میں بچاؤ کے لئے خندق کھود رہے تھے اور ایک چٹان کو توڑتے وقت اُس میں سے چنگاریاں نکلیں تو آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے کسریٰ فارس کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، دوسری ضرب پر فرمایا مجھے قیصر روم کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور تیسری ضرب پر فرمایا۔ مجھے یمن کی حکومت دی گئی، اسی کی تائید قرآنِ پاک میں بھی کی گئی۔ جنگِ خندق میں امت مسلمہ کی حالت نہایت کمزور تھی، دشمن نے گھیراؤ کیا ہوا تھا، مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے تاریکی چھائی ہوئی تھی، کلیجہ منہ کو آیا ہوا تھا، طرح طرح کے حوصلہ شکن خیالات پھیلائے جا رہے تھے، بربادی کے تمام سامان پیدا ہو چکے تھے، اور صرف ایک نصرتِ الٰہی کی امید دلوں کو تقویت دیئے ہوئے تھی تو اس وقت " فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا " اللہ تعالیٰ نے کفار کے لشکر پر طوفانی ہوا بھیجی اور ایسا لشکر بھیجا جو نگاہوں سے اوجھل تھا جس کی وجہ سے کفار کو بھاگنا پڑا، اس کے بعد ان تھکے ماندے مسلمانوں کو یہود بنی قریظہ پر غلبہ حاصل ہوا، اور انھیں ایسے علاقوں کی فتح کا مژدہ سنایا گیا جہاں (أَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا کے مصداق) مسلمانوں کے قدم پہلے کبھی نہ پہنچے تھے، گو اس کے بعد خیبر، یمن، مکہ، طائف اور عرب کے دیگر علاقے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے تصرف میں آتے گئے، مگر یہ علاقے مسلمانوں کے مبارک قدموں سے نا آشنا نہ تھے، یقیناً پیشگوئی میں علاقوں سے مراد قیصر و کسریٰ کے

مقبوضہ علاقے میں ان ہی عظیم سلطنتوں نے کثیر تعداد میں عربوں کو کچل رکھا تھا اور دوسرے مظلوم انسانوں کو بھی جور وستم کی چکی میں پیس رکھا تھا، اور ان مظلوموں کی آزادی، انسان دوست، خیر الناس، امتِ مسلمہ کے ہاتھوں مقدر ہو چکی تھی، اور دنیا نے دیکھا کہ خدا کا چہیتا، یہ مختصر گروہ تربیت نبوی کے فیضان اور خدا و رسول کے احکام کی کامل پیروی سے ان تمام نعمتوں اور برکات کا مستحق ٹھہرا، جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے لئے ازل سے پیدا کی گئی تھیں، جنگ خندق کے بعد اس کی راہ سے تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں، اور ان مردانِ حق کے قدم جدھر اٹھتے تھے، فتح و نصرت انھیں چومتی تھی۔

ضروری اطلاع

غیر ملکی ڈاک کے محصول شرح میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس اضافہ کے بعد بحری ڈاک سے برہان کا محصول جو پہلے ۳۵ پیسے تھا اب ۸۰ پیسے ہو گیا۔

بنا بریں اب بحری ڈاک سے برہان منگوانے والے حضرات بدلِ اشتراک (سالانہ چندہ) دو پاؤنڈ ارسال فرمایا کریں۔ ہوائی جہاز سے برہان کا محصول سوا تین روپے سے زائد لگے گا۔ اس لئے اگر کوئی صاحب ہوائی ڈاک سے منگوانا پسند کریں تو چار پونڈ سالانہ ارسال فرمائیں۔

نیاز مند

منیجر